۸

بیکراں سمندر

زاہدہ زیدی

پیش درس

وقت کا تصوّر کبھی فلسفے کا موضوع تھا۔ یونان اور ہندوستان کے فلسفیوں نے اس کے تعلق سے کئی نظریات پیش کیے ہیں۔ دن رات اور موسموں کے گزرنے سے عام آدمی بھی وقت کے تصور کی کچھ نہ کچھ سمجھ ضرور رکھتا ہے۔ اس کے باوجود وقت کیا ہے، یہ کیسے گزرتا ہے اور دنیا اور دنیا والوں پر اس کے اثرات کس طرح مرتب ہوتے ہیں، ان سوالوں کے صحیح جوابات کبھی نہ ملے۔ پھر وہ وقت آیا کہ فلسفیوں کے بعد سائنس دانوں نے وقت کو زمینی اور خلائی وقت میں تقسیم کر دیا۔ ان کے مطابق زمین اور خلا میں وقت کے گزرنے کا تصور بالکل مختلف ہے۔ وقت کے ان دونوں فلسفیانہ اور سائنسی تصورات کے علاوہ ایک تیسرا تصور شاعرانہ تصور ہے جس کا خیال زاہدہ زیدی نے اپنی نظم میں پیش کیا ہے۔ وقت کا یہ تصور شاعرانہ اس لیے کہلاتا ہے کہ فن کار اسے کبھی استعارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں (جیسے اس نظم کی سطر 'یہ وقت کا بیکراں سمندر') اور کبھی علامت کے طور پر (جیسے اوج پر ستارہ، تند و تیز دھارا)۔

نظم میں وقت کے سمندر کی لہریں ماضی سے حال اور مستقبل تک کی ہر چیز کو بہا کر لے جا رہی ہیں۔ قدیم زمانے کے واقعات، تاریخ کے سارے کردار، پرانے علوم وفنون وغیرہ سب وقت کے تند و تیز دھارے میں بہے جا رہے ہیں۔ سمندر کی لہریں انھیں لے جا کر وقت کے اندھیروں میں ڈبو رہی ہیں۔ جس طرح ہم سمندر کے ساحل پر کھڑے ہو کر آتی جاتی لہروں کا تماشا دیکھتے اور دور رہ کر خود کو سمندر کے طوفان سے محفوظ سمجھتے ہیں، نظم کے ماحول میں ایسا واقع نہیں ہو رہا ہے۔ شاعرہ کے بیان سے واضح ہے کہ وہ ماضی سے حال کی طرف بڑھتی طوفانی لہروں کو دیکھ تو رہی ہے مگر اسے احساس ہے کہ وقت کا یہ تیز دھارا اب میری طرف بڑھ رہا ہے اور مجھے بھی اپنے ساتھ بہا لے جائے گا۔

یہ ایک آزاد نظم ہے جس میں ردیف، قافیوں کا استعمال اکثر نہیں کیا جاتا مگر شاعرہ نے اس میں بہت سے قافیے شامل کر کے نظم کی روانی کو تیز کر دیا ہے۔ جیسے وارداتیں، راتیں/سفینے، قرینے/ پارہ پارہ، ستارہ وغیرہ۔

جان پہچان

پروفیسر زاہدہ زیدی ۴/ جنوری ۱۹۳۰ء کو علی گڑھ میں پیدا ہوئیں۔ ان کا تعلق علمی خانوادے سے تھا۔ الطاف حسین حالؔی ان کے جدِ امجد تھے۔ ان کے والد کیمبرج یونیورسٹی میں ریاضی کے استاد تھے۔ زاہدہ زیدی نے علی گڑھ اور کیمبرج یونیورسٹی سے انگریزی مضمون میں ایم.اے کیا۔ لیڈی اِروِن کالج اور دلّی یونیورسٹی میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تدریس کے لیے مامور ہوئیں۔ انھوں نے تعلیم، شاعری، ڈراما نگاری، ناول نگاری، تنقید اور ترجمہ نگاری کے میدان میں بیش بہا خدمات انجام دیں۔

پروفیسر زاہدہ زیدی نے انگریزی اور اُردو میں کم وبیش ۳۰/ کتابیں تصنیف کیں۔ 'زہرِ حیات، دھرتی کا لمس، سنگِ جاں، شعلۂ جاں' (شعری مجموعے)، 'دوسرا کمرہ' (ڈراموں کا مجموعہ)، 'صحرائے اعظم'، چیری کا باغ، 'انتون چیخوف کے شاہکار ڈرامے' (تراجم)، 'رموزِ فکر وفن، لذتِ آشنائی' (تنقیدی مضامین کے مجموعے) اور 'انقلاب کا ایک دن' (ناول) قابلِ ذکر ہیں۔ انھوں نے اہم جدید یورپی ڈراموں کے ترجمے بھی کیے ہیں۔ انھیں ڈرامے کے اسٹیج کا تجربہ بھی خوب تھا۔

زاہدہ زیدی کا ۱۱/ جنوری ۲۰۱۱ء کو علی گڑھ میں انتقال ہوا۔

یہ وقت کا بیکراں سمندر
جو میرے اطراف موجزن ہے
یہ تند و سفاک اور محشر بدوش دھارا
کہ جس کی زد میں ہیں
عہدِ ماضی کی وارداتیں
ہزار جلوہ طراز دن، سوگوار راتیں
گزشتہ ادوار کے سلگتے ہوئے سفینے
حیاتِ نو کے کئی قرینے
پرانی تاریخ کی حکایاتِ پارہ پارہ
وہ اہلِ زر، اہلِ جاہ و ثروت
رہا تھا جن کا بہت دنوں اوج پر ستارہ

اسی کی زد میں
قدیم علم و ہنر کے دھارے
بلند افکار کے مِنارے
نوا و شعر و سخن کے دفتر
شکستِ پرواز کے وہ شہپر
گداز نغمے، دلوں کی دھڑکن بنے ہوئے تھے
حسین پیکر، نگار خانوں میں جو دلوں کے، سجے ہوئے تھے
ازل سے خاشاک کی طرح
تند و تیز دھارے میں بہہ رہے ہیں
ابد کی تاریک وادیوں میں وہ گر کے معدوم ہو رہے ہیں

یہی، یہی تند و تیز دھارا
مری سبھی کاوشوں کا موہوم سا سہارا
اسی کی شعلہ زبان لہروں پہ چل کے شاید ملے کنارا
کہ اب فنا کے سیاہ تاریک غار
خود میرے منتظر ہیں

معانی واشارات

لفظ		معنی
بیکراں	-	بے کنار
محشر بدوش	-	کندھے پر قیامت، مراد بڑی مصیبتیں اُٹھائے ہوئے
جلوہ طراز	-	جلوے بکھیرنے والا
قرینہ	-	سلیقہ، طور، طریقہ
حکایات پارہ پارہ	-	بکھری ہوئی کہانیاں
اہلِ جاہ وثروت	-	دولت وعزت والے
اوج پرستارہ	-	مراد ترقی، بلندی، عظمت
شکستہ پرواز کے شہپر	}	پرواز ختم ہوتے وقت پروں کی حالت
نگار خانہ	-	تصویر خانہ
معدوم ہونا	-	ختم ہونا
موہوم	-	وہم کیا گیا، معمولی
شعلہ زبان لہریں	-	لہریں جن سے شعلے اُٹھ رہے ہوں

مشقی سرگرمیاں

* خاکہ مکمل کیجیے۔

* نظم کی مدد سے دیے ہوئے الفاظ کی مناسبت سے موزوں لفظ لکھ کر خاکہ مکمل کیجیے۔

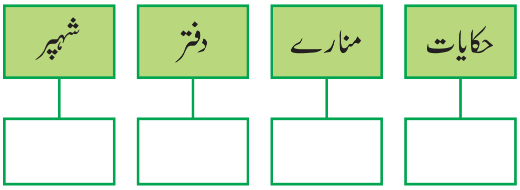

* ذیل کی سرگرمیاں ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ وقت کے بیکراں سمندر کی موجوں کی زد میں آنے والی چار چیزوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔

۲۔ نظم کے مطابق گزشتہ زمانے کی یادگاروں کی فہرست بنائیے۔

۳۔ شاعرہ کے لیے موہوم سہارے کو واضح کیجیے۔

۴۔ 'فنا کے سیاہ تاریک غار' کا مرادی مفہوم تحریر کیجیے۔

۵۔ ازل سے ابد تک وقت کے دھارے کے سفر کی وضاحت کیجیے۔

۶۔ 'وقت کا بے کراں سمندر' پر اپنی رائے تحریر کیجیے۔

۷۔ عہد ماضی کی وارداتوں سے شاعرہ کی مراد لکھیے۔

۸۔ ذیل کے مصرعوں کا استحسان اس طرح کیجیے کہ 'وقت' (ماضی اور حال) کی تبدیلیوں کا احساس واضح ہوجائے۔

گداز نغمے، دلوں کی دھڑکن بنے ہوئے تھے
حسین پیکر، نگار خانوں میں جو دلوں کے، سجے ہوئے تھے
ازل سے خاشاک کی طرح
تند و تیز دھارے میں بہہ رہے ہیں
ابد کی تاریک وادیوں میں وہ گر کے معدوم ہورہے ہیں

* نظم میں وقت کے لیے استعمال کیے گئے استعارے تلاش کر کے لکھیے۔

* اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

سرگرمی/منصوبہ

نظم کی مختلف قسمیں ہیں۔ ان میں سے درج ذیل نظموں کا منصوبہ تیار کیجیے۔

(۱) پابند نظم (۲) معریٰ نظم (۳) آزاد نظم

نکات : تعریف، مثال، شاعر کا نام، نظم کی خوبی، رائے۔